عرب جمہوریہ مصر　　　　　　۱۶ ربیع آخر ۱۴۴۱ھ

وزارت اوقاف　　　　　　　۱۳ دسمبر ۲۰۱۹ء

علم وتہذیب کی وارث امت: علمائے حق اور علمائے سوء کے تناظر میں

اسلام نے علم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس کے حصولِ علم کے لئے محنت وکوشش کرنے کی تلقین کی ہے، اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ قرآن کریم کی سب سے پہلی نازل ہونے والی آیات کا نزول ان کلمات کے ساتھ ہو رہا ہے کہ {اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ* خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ* اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ* الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ* عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ} "پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تو پڑھتا رہ تیرا رب بڑے کرم والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا۔ جس نے انسان کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا"۔ وحی الٰہی سب سے پہلے جو حکم لے کر نازل ہوئی وہ مطالعہ اور پڑھنے کے بارے میں تھا جو کہ حصولِ علم کا پہلا ذریعہ ہے، اس کے بعد قلم کی طرف اشارہ کیا گیا جو کہ علم کو لکھنے اور نقل کرنے کا ذریعہ ہے، ان آیات میں تمام لوگوں کو علم کی فضیلت سے آگاہ کیا گیا ہے، اس کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے اور اس بات کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے کہ اسلام علم ومعرفت کا دین ہے، اور یہ امت علم اور تہذیب وتمدن والی امت ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں ایک سورت کا نام ہی "قلم" رکھا گیا ہے، اور امت کے لئے علم کے وسائل وذرائع کو بیان کرتے ہوئے اس کا آغاز ان کلمات کے ساتھ کیا گیا ہے کہ {ن* وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ} "ن، قسم ہے قلم کی اور اس کی جو کچھ کہ وہ (فرشتے) لکھتے ہیں"۔ علم کے لئے یہی شرف کافی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی چیزوں میں سے صرف علم میں اضافے کی دعا کا حکم دیا ہے، ارشاد باری ہے: {وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي

عِلْمًا} "اور آپ یہ کہہ دیجئے کہ پروردگار میرا علم بڑھا"۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصولِ علم کے لئے نکلنے کو اللہ کی راہ میں نکلنا قرار دیا ہے، اور حصولِ علم میں محنت و کوشش کرنے کو جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: "جو شخص حصولِ علم کے لئے نکلا وہ اللہ کی راہ میں ہے یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے"، اور دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص حصولِ علم کے لئے کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے"، علم ملکوں کی تعمیر و ترقی کا ایک بنیادی ذریعہ ہے جس کے ذریعے امتیں ترقی کر کے عروج پر پہنچتی ہیں، اور اس کے ذریعے انسان کا مقام و مرتبہ بلند ہوتا ہے۔

قرآن کریم نے اہلِ علم کو بلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے، ارشاد باری ہے: "{يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ} "اللہ تعالی تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا، اور اللہ تعالی (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبر دار ہے"۔ اسی طرح اللہ تعالی نے یہ گواہی بھی دی ہے کہ اہل علم ہی اسے ڈرنے والے ہیں، ارشاد باری ہے: {إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ} "اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں واقعی اللہ تعالی زبردست بخشنے والا ہے"۔ ان کی عظمت و شان اور بلند مقام و مرتبے کی وجہ سے اللہ تعالی نے انہیں اپنی وحدانیت کی گواہی کا شرف بخشا ہے، ارشاد باری ہے: {شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} "اللہ تعالی، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی علماء کی قدر و منزلت کی تاکید کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے کہ علماء لوگوں کی راہنمائی کرنے، انہیں راہ راست پر لانے، انہیں حق و نور کی راہ پر گامزن کرنے اور ان کی اصلاح کرنے میں انبیاء کرام کے وارث ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں، اور انبیاء نے وراثت میں درہم اور دینار نہیں چھوڑے، بلکہ انہوں نے وراثت میں علم چھوڑا ہے، چنانچہ جس نے اسے حاصل کیا اس نے وافر حصہ حاصل کیا"، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: "عالم کو عابد پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح چودھویں کے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے"۔

بیشک جن علماء کی اللہ تعالی نے عظمت و شان کو بیان کیا ہے اور نبی کریم نے بھی تعریف و ستائش کی ہے ان سے مراد امت کے وہ مخلص علماء ہیں جنہوں نے علم اور دعوت و تبلیغ کی امانت کی اہمیت کا ادراک کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "اللہ تعالی اس شخص کے چہرے کو روشن کرے جس نے میری بات سنی، اس کو یاد کیا اور جس طرح سنا اسی طرح اس کو آگے بیان کر دیا"، امت کے مخلص علماء وہ ہیں جنہوں نے اس ذمہ داری کی حقیقت کو سمجھا جس کے لئے اللہ تعالی نے ان کا انتخاب فرمایا، اور اس حقیقت کو بھی سمجھا کہ جس پیغام اور دعوت کو وہ دوسروں تک پہنچا رہے ہیں یہ مال و دولت سے بہت ارفع و اعلی اور بلند و بالا ہے، اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ارشاد فرمایا: {قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ} "کہہ دیجئے! کہ جو بدلہ میں تم سے مانگوں وہ تمہارے لئے ہے میرا بدلہ تو اللہ تعالی ہی کے ذمے ہے۔ وہ ہر چیز سے باخبر (اور مطلع) ہے"۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا: {قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا} "کہہ دیجئے کہ میں قرآن کے پہنچانے پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر جو شخص اپنے رب کی طرف راہ پکڑنا چاہے"۔ اور اسی طرح اللہ تعالی نے اپنے نبی نوح، ھود، صالح، لوط اور شعیب علیہم

السلام کی زبانی ارشاد فرمایا: {وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ} "میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں چاہتا، میرا بدلہ تو صرف رب العالمین کی ہاں ہے"۔ یہ فرمان انبیاء کرام کے ہدف اور منہج کے ایک ہونے، اللہ کے ساتھ صدق نیت، اور اخلاص پر دلالت کرتا ہے۔

امت کے حقیقی علماء وہ ہیں جنہوں نے اپنا وقت اور توانائیاں صرف کرتے ہوئے اپنے دین اور وطن کی خاطر اپنی علمی خدمات پیش کیں، اور لوگوں کو وسطیت واعتدال، رواداری اور رحمت وشفقت کا درس دیا، جس کی بنا پر ان کے پیغام نے ایک ایسی نفع بخش نسل تیار کی جو تباہی وتخریب کاری کی بجائے تعمیر وترقی کا باعث بنتی ہے، انسانی اقدار کو فروغ دیتی ہے، انسانی عزت وتکریم کا علم بلند کرتی ہے اور تمام لوگوں کے ساتھ امن وسلامتی کے ساتھ مل جل کر رہتی ہے، یہی نفع بخش علم انسان کو اس کی وفات کے بعد بھی نفع پہنچاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب انسان فوت ہوتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے، صدقہ جاریہ، نفع بخش علم اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے"، اور نبی کریم صلی اللہ ایسے علم سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے جو نہ کوئی فائدہ دے، نہ کسی تعمیری کام کا باعث بنے اور نہ ہی اخلاق وکردار کو مہذب بنائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اللہ تعالی سے علم نافع مانگو، نفع نہ دینے والے علم سے اللہ تعالی کی پناہ مانگو"، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو اللہ سے نہ ڈرے، ایسے پیٹ سے جو سیراب نہ ہو، اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو"۔

برادرانِ اسلام!

امت کے مخلص علماء ہیں راہ راست پر گامزن ہیں، پروقار شخصیت کے مالک ہیں، اعتدال اور میانہ روی پر عمل پیرا ہیں، ہر دور میں وسطیت کا علم بلند کرتے ہیں، اور غلو کرنے والوں کی تحریف، جاہلوں کی تاویل اور باطل پرستوں کی علمی بددیانتی سے دین متین کا دفاع کرتے ہیں۔

جبکہ اپنے اہداف ومقاصد تک رسائی کے لئے دین کو سیڑھی کے طور پر استعمال کرنے والے باطل پرست اور فتنہ پرور علماء وہ ہیں جنہون نے دین متین کے خلاف جسارت کرتے ہوئے ایسے فتوے جاری کرتے ہیں جو نفع کی بجائے نقصان اور تعمیر وترقی کی بجائے تخریب کاری کا باعث بنتے ہیں، امت پر تکفیر کا دروازہ کھولتے ہیں جس سے متنبہ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے گا تو وہ ان دونوں میں سے ایک کی طرف لوٹ آئے گا، اگر تو وہ حقیقت میں کافر ہے جیسا کہ اس نے کہا توفبہاورنہ وہ کلمہ کفر اس کی طرف لوٹ آئے گا"۔

ان فتنہ پرور علماء نے لوگوں پر تشدد اور سختی کو اپنا منہج بنایا جو کہ اسلام کی وسطیت اور رواداری سے بہت دور ہے، کیونکہ اسلام نے لوگوں سے ہر قسم کی تنگی اور مشقت کو دور کیا ہے، ارشاد باری ہے:{**وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ**}"اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی"۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خوشخبریاں سناؤ، نفرتیں پیدا نہ کرو، اور آسانیاں پیدا کرو، مشکلات پیدا نہ کرو"۔فتوؤں میں تشدد اختیار کرنا دینِ اسلام کی نمایاں خصوصیت وسطیت کے خلاف ہے، ارشاد باری ہے: {**وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ**}" ہم نے اسی طرح تمہیں اعتدال والی امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ"۔ وسطیت سے مراد عدل وانصاف اور اعتدال کی راہ اختیار کرنا اور امتوں کی ہلاکت کا باعث بننے والے غلو سے دور

ہونا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! دین میں غلو سے بچو، بیشک دین میں غلو نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا"، اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک حقیقی علم فقہ میں رخصت پر علم پیرا ہونا ہے، جبکہ تشدد تو ہر کوئی اچھے طریقے سے کر رہا ہے۔

اور وہ جاہل علماء بھی انہی فتنہ پرور علماء میں شمار ہوتے ہیں جو بغیر علم کے گفتگو کرتے ہیں، انہیں اس بات کا بالکل ادراک نہیں ہے کہ امت کو تمام تر اسباب اختیار کرنے کی شدید ضرورت ہے اور نہ ہی انہیں اس بات کا علم ہے کہ دنیا کی تعمیر وترقی تمام مذاہب کا سب سے اہم مقصد ہے، اور جب تک ہم اپنے دنیاوی امور میں ترقی نہیں کریں گے لوگ ہمارے دین کا احترام نہیں کریں گے، دنیاوی امور میں ہماری ترقی سے ہی دنیا ہمارے دین اور دنیاوی امور کو احترام کی نگاہ سے دیکھے گی، اس حقیقت کے ادراک سے عاری جاہل علماء نے اپنی تمام تر وعظ و نصیحت کا رخ دنیا سے بے رغبتی پیدا کرنے کی طرف موڑ دیا ہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں دین و دنیا کے باہمی تعلق اور اسباب اختیار کرنے کی ضرورت کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں، اس غلط فہمی کی بنا پر اس کے نزدیک زہد و تقوی سے مراد دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنا ہے جبکہ وہ اللہ تعالی کے اس فرمان سے غافل ہیں کہ: {رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ} "اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے"۔

مزید ہم اس بات کی بھی تاکید کرتے ہیں کہ علمی اہلیت کے بغیر فتوی دینے کی جسارت کرنا خود بھی گمراہ ہونا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنا ہے، بغیر علم کے دیئے جانے والے کتنے ہی فتوے ہیں جنہوں نے لوگوں کی زندگیاں تباہ کر دی ہیں، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر پر نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگا جس نے اس کے سر کو زخمی کر دیا، پھر اس کو احتلام ہو گیا، اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کیا تم

میرے لئے تیمم کی رخصت پاتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ کے پانی پر قادر ہونے کے باوجود ہم آپ کے لئے تیمم کی رخصت نہیں پاتے، چنانچہ اس نے غسل کیا اور وہ فوت ہو گیا، جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا انہوں نے اس کو قتل کر دیا، اللہ انہیں قتل کرے، جب ان کو علم نہیں تھا تو کیا یہ پوچھ نہیں سکتے تھے، بیشک لاعلمی کا علاج سوال کرنا ہے۔ اس شخص کے لئے یہی کافی تھا کہ وہ تیمم کرتا، اپنے زخم پر کوئی پٹی باندھ کر اس پر مسح کرتا اور اپنے جسم کے باقی اعضاء کو دھولیتا"۔

آج ہمیں کس قدر ضرورت ہے کہ ہم میں سے ہر شخص خوفِ خدا، علم کے احترام اور گفتگو کی سنگینی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے اپنے شعبے میں کام کرنے کی پابندی کرے، اور جو کام وہ اچھی طرح کر سکتا ہے اس میں محنت وکوشش کرے، بغیر علم کے کہی جانے والی کتنی ہی باتیں ہیں جو فتنہ وفساد اور تباہی وبربادی کا سبب بنیں، نقصان کا باعث بننے والی گفتگو سے خاموشی بہتر ہے، اور اگر جاہل آدمی خاموش رہے تو اختلاف ختم ہو جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " جو شخص اللہ تعالی اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے"۔

اے اللہ ہمیں حق دکھا اور اس کی پیروی نصیب فرما اور ہمیں باطل دکھا اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما، اور ہمیں نفع بخش علم عطا فرما، اور عالمِ اسلام کے تمام ممالک کی حفاظت فرما۔ آمین